ارمغانِ حرم

راسخ عرفانی

موجد

بخدمت جناب محمد اقبال مجددی صاحب

منجانب راسخ عرفانی

۲۴ فروری ۱۹۷۸ء

راسخ عرفانی

مکتبہ نور

گوجرانوالہ

ناشر

عبدالغنی ثاقب عرفانی

مہتمم مکتبہ نور' ڈائمنڈ بلڈنگ' گوجرانوالہ

○

بہ تعاون

سٹیزن الیکٹریکل انڈسٹریز

جی ٹی روڈ، گوجرانوالہ

○

[illegible] پریس لاہور

مشقہ : محمد سلیم انور صدیقی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

○

ابتدائیہ

مولانا راسخ عرفانی ذیلئے علم و ادب کی جانی پہچانی شخصیت ہیں جن کا کلام برصغیر کے ممتاز ادبی رسائل و جرائد میں شائع ہو کر شائقینِ ادب سے خراجِ تحسین وصول کرتا رہا ہے۔ مولانا ایک اچھے شاعر ہونے کے علاوہ بہت اچھے انسان اور صاحبِ دل صنعت کار بھی ہیں جو اپنے پہلو میں ایک راسخ العقیدہ اور سچے مسلمان کا دِل رکھتے ہیں، اسلام اور شعائرِ اسلام سے ان کی وابستگی کا ایک ثبوت احادیثِ نبوی کے منظوم ترجمے کی صورت میں منصۂ شہود پر آچکا ہے اور اب حمد و نعت

اور دینی و قومی نظموں کا یہ مجموعہ "ارمغانِ حرم" کتابی صورت میں منظرِ عام پر آ رہا ہے۔

بمصداق "باخدا دیوانہ باش و با محمدؐ ہوشیار" نعت بڑے حزم و احتیاط کی متقاضی ہے۔ یہ تلوار کی دھار پر چلنے کے مترادف ہے

ادب گاہیست زیرِ آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

یہی بات راسخ عرفانی قدرے تصرف سے یوں کہتے ہیں:

تسلیم و عجز پیار کا پہلا اصول ہے
اے نطق باادب کہ یہ نعتِ رسولؐ ہے

پروازِ فکر ہے مہ و اختر سے بھی بلند
نعتِ نبیؐ ہے فکرِ سخنور سے بھی بلند

نعت کی تاریخ پر نظر دوڑائیں تو حضرت حسّان بن ثابتؓ، حضرت کعبؓ بن مالک اور حضرت عبداللہؓ بن رواحہ کے نعتیہ اشعار و قصائد کے ساتھ ساتھ جلیل القدر صحابہ اور خلفائے راشدین حضرت ابوبکرؓ صدیق، حضرت عمرؓ فاروق، حضرت علی کرمؓ اور بنتِ رسولِ اکرم حضرت فاطمۃ الزہرؓا نے بھی اشعار میں حبِ رسولؐ کا والہانہ اظہار کیا ہے۔

نعت میں عشقِ رسولؐ کا ابتدائی نمونہ ہمیں ان اشعار سے ملتا ہے جو ہجرت کے موقعہ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خیر مقدم

کرنے والی لڑکیوں کی زبان پر مدینہ کی گلیوں میں گونج رہے تھے۔

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَیْنَا مِنْ ثَنِیَّاتِ الْوِدَاعِ
وَجَبَ الشُّکْرُ عَلَیْنَا مَا دَعَا لِلّٰہِ دَاعٍ

ان ابتدائی نعتیہ اشعار سے بصیری کے "قصیدہ بردہ" فارسی میں جامی، رومی، سوری، عراقی، قدسی اور اردو میں وجہی اور ولی دکنی سے دورِ جدید تک نعت نے مختلف جغرافیائی سیاسی اور معاشرتی حالات کے تحت ایک طویل سفر طے کیا ہے جس میں مسلمان شعرا کے علاوہ بہت سے غیر مسلم شعرا بھی شامل ہیں۔ چودھویں صدی ہجری میں محسن کاکوروی، عرش ملسیانی، دلو رام کوثری (جو بعد میں حلقہ بگوشِ اسلام ہو گئے) گرامی، علامہ اقبال، مولانا ظفر علی خاں اور دوسرے بے شمار شعرا کے اسمائے گرامی ملتے ہیں۔ جنہوں نے نعت کے وسیلے سے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور نذرانۂ عقیدت پیش کیا۔

ان ہی نعت گو شعرا میں جناب راسخ عرفانی کا نام شامل ہے، جن کا نعتیہ کلام اور قومی و ملی نظمیں اس مجموعہ میں پیش کی جا رہی ہیں۔ یہ نعتیں جہاں شاعری کا اعلیٰ نمونہ ہیں، وہاں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس سے شاعر کی بے پناہ عقیدت کی ترجمان ہیں ـــ اظہارِ عشق و عقیدت

کے ساتھ ان نعتوں میں ندرتِ اظہار، قدرتِ بیان
اور جذبے کی گہرائی و گیرائی دل و رُوح میں اترتی چلی جاتی
ہے۔ دیکھئے میلاد النبیؐ کا ذکر جناب راسخ کس حُسنِ
عقیدت سے کرتے ہیں:-

مرسلینِ خدا کا امامؐ آگیا
بزمِ امکاں میں خیر الانامؐ آگیا
جگمگایا جہاں چھٹ گئیں ظلمتیں
اوجِ گردوں پہ ماہِ تمام آگیا
احمدِ مجتبیٰ خاتم الانبیاؐ
لے کے بخشش کا فرمانِ عام آگیا

جناب راسخ سراپا عشقِ رسولؐ ہیں۔ اُن کا دل حُبِّ حضورؐ سے
سرشار ہے۔ ان کے زبان و بیان میں ذکرِ حبیبِؐ خدا کی
شیرینی ہے۔ دماغ ہادیٔ عالمؐ کی غلامی پر نازاں اور آنکھ اس
پیکرِ حُسن و زیبائی کے دیدار کی تمنائی ہے۔

جتنا بھی کرے ناز مقدر پہ وہ کم ہے،
حاصل ہو جسے ھادیٔ عالم کی غلامی

دِل میں ہے ان کی محبت کا خزینہ ورنہ
اور تو مجھ میں نہیں وصفِ نمایاں کوئی

چشمِ مشتاق ہو دیدارِ نبیؐ سے روشن
حشر کے روز نہیں کوئی طلب اور مجھے

ناچیز ہوں میں پھر بھی تفاخر ہے بخت پر
اُلفت ہے مجھ کو خاتمِ پیغمبراںؐ کے ساتھ

دِل ہے وارفتہ سرکارِ رسُولِ عربیؐ
آنکھ ہے تشنہ دیدارِ رسُولِ عربیؐ۔

جناب راسخ کے نعتیہ کلام میں جذبے کی فراوانی ہے، صداقت ہے، خلوص ہے اور وارفتگی و شیفتگی ہے۔ اسی وارفتگی و شیفتگی کے باعث پسِ مرگ روضۂ اقدس کے قریب مقام حاصل کرنے کو زندگی سمجھتے ہیں

قریبِ روضہ جو مجھ کو مقام مِل جائے
تو بعدِ مرگ بھی عُمرِ دوام مِل جائے
پلک پلک پہ سجاؤں مسرتوں کے چراغ
اگر مدینے میں اذنِ قیام مِل جائے

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے انہیں حجِ بیت اللہ اور زیارتِ روضۂ اقدس کی سعادت عطا فرمائی ہے،

انہوں نے طوافِ کعبہ بھی کیا ہے اور دیارِ رسولؐ میں بھی حاضری دی ہے — "یہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جائے ہے" — دیکھیے اپنی اس خوش بختی کا اظہار کس والہانہ انداز میں کرتے ہیں ؎

زہے نصیب ہے روشن نظر بھی سینہ بھی
بسا ہے آنکھ میں مکّہ بھی اور مدینہ بھی

حج و طوافِ کعبہ سے فارغ ہو کر زیارتِ گنبدِ خضرا کے لیے راہِ مدینہ پر گامزن ہوتے ہیں تو ہر طرف پھیلے ہوئے پاکیزہ مناظر میں کھو کر پکار اٹھتے ہیں ؎

نظارے جلوہ گر ہیں کیا عجب راہِ مدینہ میں
نظر پرور ہیں انوارِ عرب راہِ مدینہ میں
غلامانِ شہِ بطحیٰ کے استقبال کی خاطر،
مَلک لاکھوں کھڑے ہیں با ادب راہِ مدینہ میں
سکوں پاتے ہیں حجاجِ معظم حمدِ باری سے
دُعائیں گونجتی ہیں روز و شب راہِ مدینہ میں

حتیٰ کہ اس راہ کے کانٹوں کو بھی وہ پھولوں کی طرح خندہ بہ لب پاتے ہیں ؎

گلوں کو مسکراتے سب نے دیکھا ہے مگر ہم کو،
ملے ہیں خار بھی خندہ بہ لب راہِ مدینہ میں

اور دیارِ پاک سے ارضِ پاک کو لوٹنے کے بعد ان دنوں کو اور ان لمحوں

کو خطِ جذبات سے کچھ اس طرح یاد کرتے ہیں ؎

زہے لمحات راسخ جن کو کیفِ جاوداں کہئیے
خوشا وہ دن پڑے تھے ہم بھی جب راہِ مدینہ میں

اور ہم سفرو ہم قدم کاروانِ مدینہ کو کس محبت سے یاد کرتے ہیں ؎

وہ زائرین راہِ مدینہ کے جمگھٹے
میں بھی غبار بن کے رہا کارواں کے ساتھ '

اور جب بارِ دگر اس سعادت کا موقعہ ملتا ہے' تو بیساختہ کہہ اٹھتے ہیں ؎

نسیم لائی ہے طیبہ سے پھر نویدِ سفر
کہ بادِ خلد کے جھونکے قریں سے گذرے ہیں

انہوں نے جمالِ رسول ؐ کو اپنی چشمِ عقیدت کے توسط سے دل کی گہرائیوں میں محسوس کیا ہے' ان کا نعتیہ کلام نورِ جمالِ محمدی ؐ سے سرشار اور ان کی آنکھیں نظارۂ بطحیٰ وطیبہ سے منوّر ہیں ؎

جمالِ روئے تمنّا دکھائی دیتا ہے
نظر کے شیشے میں بطحا دکھائی دیتا ہے
عروجِ ذوقِ تصوّر کی ہے یہ حد شاید
تمام گنبدِ خضرا دکھائی دیتا ہے
زمانہ گذرا ہے دیکھے' نگاہ میں اب تک
حرم کا عکسِ مصفّا دکھائی دیتا ہے

الغرض جناب راسخ کے نعتیہ کلام میں عشقِ رسولؐ کا گہرا رنگ دکھائی دیتا ہے۔ ایک عمیق جذبہ نظر آتا ہے اور اسی جذبۂ عشق و محبت کی بدولت انہوں نے سیرتِ رسولؐ کے مختلف پہلوؤں کو بڑے حسین انداز میں اپنے اشعار کی زینت بنایا ہے۔ یہاں جستہ جستہ اشعار درج کرنے پر اکتفا کروں گا:-

کچھ نہیں پاس مرے عشقِ محمدؐ کے سوا
میری بخشش کا ہیں امکان رسولِ عربیؐ

کس نے بندوں کو کیا حق کے قریں آپؐ کے بعد
کون پہنچا ہے سرِ عرشِ بریں آپؐ کے بعد
دولتِ فقر سے شاہی کو نوازا کس نے
کوئی سلطاں نہ ہوا فرش نشیں آپؐ کے بعد

مجھ پہ برس رہی ہے مدینے کی چاندنی
سایہ مرا ہے آج میرے سر سے بھی بلند

گذر کے آئی ہے بادِ سحر مدینے سے
سنور رہا ہے تصور بڑے قرینے سے

درِ حضورؐ پہ پہنچوں تو اُن کی نذر کروں
چمک رہے ہیں جو پلکوں پہ آبگینے سے

نقوشِ پا کی چمک سے یہ صاف ظاہر ہے
کہ زائرینِ مدینہ یہیں سے گذرے ہیں
فضائے کوئے محمدؐ ہمیں بتا تو سہی
ہم ان کے دَر سے کہ خلد بریں سے گذرے ہیں

حمد و نعت کا یہ مجموعہ جناب راسخ کی دلی کیفیت کا آئینہ دار ہے۔ ہر شعر میں عقیدت و احترام کے ساتھ ساتھ روانی و سلاست اور الفاظ و تراکیب کی ندرت کا اہتمام بھی موجود ہے۔

مہکے ہیں ہونٹ ذکر شہ مرسلاںؐ کے ساتھ
پرواز کر رہا ہوں شمیمِ جناں کے ساتھ

شافعِ حشرؐ ہیں مہمانِ خدا آج کی رات
سج گیا عرشِ بریں صلِّ علیٰ آج کی رات
جلوۂ شامِ حسیں مثلِ سحر ہے روشن
غیرتِ مہر ہے انجم کی ضیا آج کی رات

یہ بھی اعجاز ہے معراج کی شب کا راسخ
عرش پیما ہے مری طبع رسا آج کی رات

اپنا عرفاں بھی عطا تو نے کیا ہے ورنہ
سنگ پاروں پہ فدا تھا دلِ سادہ میرا

حمدِ باری تعالیٰ اور ملّی نظمیں بھی ان کے جذبۂ ایمان اور گدازِ قلب کی مظہر ہیں، یہ مجموعہ جہاں جناب راسخ عرفانی کے لیے توشۂ نجات ہے۔ وہاں قارئینِ کرام کے لیے بھی خیر و برکت کا سرمایہ ہے:

یزدانی جالندھری

لاہور:
۱۸۔اپریل ۱۹۷۷ء

ابتدا کرتا ہوں میں نامِ خدائے پاک سے
عِلم ارفع تر ہے جس کا عالمِ ادراک سے

حمد و ثنائے کبریا

لفظِ توصیف کا مفہوم ادا ہو کیسے
نطقِ انساں سے تری حمد و ثنا ہو کیسے

طبعِ موزوں کو اگر تو نہ سہارا بخشے
محوِ پرواز مرا ذہنِ رسا ہو کیسے

کون بجلی سے تب و تاب کا جوہر چھینے
تیری اُلفت کی تڑپ دِل سے جُدا ہو کیسے

لاکھ دُنیا کے وسائل ہوں میسّر پھر بھی
ایک ناچیز بشر ہو کے خُدا ہو کیسے

روز و شب تیری عبادت میں رہے محو کوئی
پھر بھی حق تیری عطاؤں کا ادا ہو کیسے

میرے اپنے ہی مقدّر میں تھی تشنہ کامی
تو ہے دریائے سخا تیرا گلا ہو کیسے

دامِ آلام میں اُلجھا ہُوا اِنساں راسخ
گر نہ فرمائے کرم وہ تو رہا ہو کیسے

○

تُو رازقِ جہاں ہے قدیر و جلیل ہے
تیرے سبھی گدا ہیں تُو سب کا کفیل ہے

مَیں چُن رہا ہُوں آج ریاضِ سخن سے پھُول
مطلُوب مجھ کو تیری ثنائے جمیل ہے

بخشا ہے ہر بشر کو وسیلہ جو رزق کا
اِک یہ بھی تیرے حُسنِ عطا کی سبیل ہے

یہ پھُول، یہ چمن، یہ ستارے یہ ماہتاب
ہر شئے ترے مذاقِ حسیں کی دلیل ہے

قائل نہیں ہے جو ترے علمِ غیوب کا
وہ آدمی حقیقتاً ذہنی علیل ہے

لاریب تیری ذاتِ مقدّس ہے لاشریک
بے مثل و لازوال ہے تُو بے عدیل ہے

راسخ یہ حمدِ پاک، یہ عجلت یہ اختصار
اس کے لیے تو عمرِ خضر بھی قلیل ہے

○

ماورا فکر و تخیّل سے ہے پیکر تیرا
کیسے اِک جھیل میں اُترے گا سمندر تیرا

تیری عظمت کے نشانات ہیں کتنے روشن
تابعِ حکم ہے خورشیدِ منوّر تیرا

آمدِ صُبح کا جب دیتی ہے پیغام صبا
ذکر ہوتا ہے گلی کوچے میں گھر گھر تیرا

ثبت ہے جس پہ براہیمؑ کی مہرِ تعمیر
ہم نے سجدوں سے بسایا ہے وہ محور تیرا

مدح خواں تیرے ہیں پیغمبرِ مکی مدنی
کیوں نہ لیں نام وضو کر کے سخنور تیرا

صحنِ کعبہ میں کہیں نصب مجھے بھی کر دے
سنگِ اسود بھی ترا میں بھی ہوں پتھر تیرا

پھر شرف تجھ کو ملا دیدِ حرم کا راسخ
اوجِ گردوں پہ چمکتا ہے مقدّر تیرا

○

○

تیرے ایما پہ ہے موقوف ارادہ میرا
تیرے محبوب کا دیں منزل و جادہ میرا

میرے سانسوں سے تیرے نام کی خوشبو آئے
حمد و مدحت میں کٹے وقت زیادہ میرا

میرے باطن کو بھی اُجلا میرے مولا کر دے
جس طرح صاف ہے ظاہر کا لبادہ میرا

مخزنِ غیب سے وافر ہو میسر روزی
بہرِ ایثار و سخا دل ہو کشادہ میرا

اپنا عرفاں بھی عطا تو نے کیا ہے ورنہ
سنگ پاروں پہ فدا تھا دلِ سادہ میرا

تو ہی جانے کہ مری ذات کا مصرف کیا ہے
میری نظروں سے تو اوجھل ہے افادہ میرا

یہ بھی ایقانِ کرم کی ہے علامت راسخ
دِل گناہوں میں جو کرتا ہے اعادہ میرا

○

135183

ہزار بار بشویم دہن زِ مُشک و گلاب،
ہنوز نامِ تو گفتن کمال بے ادبیست،

نعتِ محمدؐ مصطفیٰ

میرے افکار کی ہیں جان رسولِ عربی
ہر قصیدے کا ہیں عنوان رسولِ عربی

ختم ہے نکتہ رسی نکتہ کشائی اُن پر
ذاتِ باری کا ہیں عرفان رسُولِ عربی

خاکِ پا جن کی ستاروں سے بھی تابندہ ہے
وہ ہیں کونین کے سُلطان رسُولِ عربی

کچھ نہیں پاس مرے عشقِ محمدؐ کے سِوا
میری بخشش کا ہیں امکان رسولِ عربی

روز و شب آپ کی مدحت میں مگن رہتا ہُوں
میں ہُوں اور مسلکِ حسّانِ رسولِ عربیؐ

سوزِ اسلام نے بخشی ہے حرارت ورنہ
میں تھا اِک پیکرِ بے جان رسولِ عربیؐ

بات ایماں کی حقیقت میں یہی ہے راسخ
اہلِ ایماں کا ہیں ایمان رسولِ عربیؐ

○

مہکے ہیں ہونٹ ذکرِ شہِ مرسلاںؐ کے ساتھ
پرواز کر رہا ہوں شمیمِ جناں کے ساتھ

سجدے کئے تھے جس پہ نچھاور حضورؐ نے
مجھ کو ہے ربطِ خاص اُسی آستاں کے ساتھ

ناچیز ہوں اگرچہ ، تفاخر ہے بخت پر
نسبت مجھے ہے خاتمِ پیغمبراںؐ کے ساتھ

جس روز یہ بچھی تھی محمدؐ کی راہ میں
اُس روز سے ہے پیار مجھے کہکشاں کے ساتھ

معذورِ نطق ، دامنِ الفاظ تنگ ہے
تعریف آپؐ کی میں کروں کس زباں کے ساتھ

وہ زائرینِ راہِ مدینہ کے جمگھٹے
میں بھی غبار بن کے رہا کارواں کے ساتھ

راسخ یہی ہے بابِ حرم پہ مری دُعا
اُٹھوں میں روزِ حشر شہِؐ دو جہاں کے ساتھ

○

○

حرفِ خاموش ہے جبریلِ امیں آپؐ کے بعد
ختم ہے سلسلۂ وحیٔ مبیں آپؐ کے بعد

کس نے بندوں کو کیا حق کے قریں آپؐ کے بعد
کون پہنچا ہے سرِ عرشِ بریں آپؐ کے بعد

دولتِ فقر سے شاہی کو نوازا کس نے
کوئی سلطاں نہ ہوا فقر نشیں آپؐ کے بعد

آپؐ کے حسن سے فاران کے ذرّے چمکے
تشنۂ نور ہے ایوانِ زمیں آپؐ کے بعد

دہر میں حضرتِ موسیٰؑ بھی چلے آئیں اگر
وہ بھی طاعت کے سزاوار نہیں آپ کے بعد

عرصۂ حشر میں راسخ کو نہ تنہا چھوڑیں
کون پوچھے گا اسے رہبرِ دیں آپ کے بعد

نظارے جلوہ گر ہیں کیا عجب راہِ مدینہ میں
نظر پرور ہیں انوارِ عرب راہِ مدینہ میں

غلامانِ شہِ بطحاؐ کے استقبال کی خاطر
مَلک لاکھوں کھڑے ہیں با اَدب راہِ مدینہ میں

حبیبِؐ کبریا کے دین کا فیضان کیا کہیے
ہر اِک شے ہے میّسر بے طلب راہِ مدینہ میں

فِضائیں کیف برساتی ہیں کیا کیا حُسنِ قرأت سے
دُعائیں گونجتی ہیں روز و شب راہِ مدینہ میں

کوئی اِک ہو اگر سُلطاں تو اس کا تذکرہ کیجے
پڑے ہیں سینکڑوں عالی نسب راہِ مدینہ میں

گلوں کو مُسکراتے سب نے دیکھا ہے مگر ہم کو
ملے ہیں خار بھی خندہ بلب راہِ مدینہ میں

زہے لمحات راسخ جن کو کیفِ جاوداں کہیے
خوشا وہ دِن پڑے تھے ہم بھی جب راہِ مدینہ میں

○

○

پروازِ فکر ہے مہ و اختر سے بھی بلند
نعتِ نبیؐ ہے فکرِ سخنور سے بھی بلند

میری نظر میں ہیں شبِ اسریٰ کی رفعتیں
طبعِ رسا ہے ماہِ منوّر سے بھی بلند

مجھ پہ برس رہی ہے مدینے کی چاندنی
سایہ مرا ہے آج مرے سر سے بھی بلند

میں پاسبانِ بابِ محمدؐ، وہ شہر یار
میرا ہے بخت اس کے مقدّر سے بھی بلند

کس منہ سے ذکر کیجیے اُنؐ کے عروج کا
رتبہ ہے جن کا عرشِ منوّر سے بھی بلند

حُبِ نبیؐ کا فیض ہے عُسرت کے باوجود
میری غنا ہے بامِ تونگر سے بھی بلند

راسخ میں اک مؤذنِ دینِ رسولؐ ہوں
میری صدا ہے گنبدِ بے در سے بھی بلند

جو سوئے عرشِ معلیٰ رسولؐ پاک چلے،
جلو میں انجمِ تاباں بصد تپاک چلے

جنابِ شافعِ محشرؐ کی آمد آمد ہے،
فلک کو لاکھوں سجانے مہ و سماک چلے

ہوا کے دوش پہ انؐ کو پہنچ رہے ہیں سلام
خدا کرے کہ قیامت تلک یہ ڈاک چلے

انہیںؐ کے فیض سے غازیِ جدال ہستی میں،
عدو پہ تیغِ جری کی بٹھا کے دھاک چلے

کس انکسار سے طیبہ کی دید کے طالب
جبیں پہ مَل کے دیارِ حرم کی خاک چلے

رہِ سفر کے مصائب کی بھی خبر نہ ہوئی
ہم ایسے جانبِ بطحا بہ انہماک چلے

جدھر جدھر سے بھی گزرے شہِ رُسل راسخ
بنا کے جادۂ عالم کو تابناک چلے

○

ہونٹوں پہ تذکرہ ہے رسالتمآب کا
ہر سانس ہم نفس ہے شمیمِ گلاب کا

دیدارِ مصطفیٰ کی تمنّا لیے ہوئے
مدّت سے منتظر ہوں میں روزِ حساب کا

پتّھر بھی موم کر دیے زورِ کلام سے
کِس درجہ یہ کمال ہے اُمّ الکتاب کا

سایہ کیا تھا دُھوپ میں جس نے حضورؐ پر
کتنا وہ خوش نصیب تھا ٹکڑا سحاب کا

بنیادِ دیں ہے اصل میں طاعت رسولؐ کی
اِس پر ہی انحصار ہے اجرِ ثواب کا

مشتاق جن کے اُمتی بننے کے تھے کلیمؑ
ادنیٰ سا میں غُلام ہوں انؐ کی جناب کا

پیشِ نگاہِ شوق ہیں طیبہ کی رونقیں
راسخ میں جاگتا ہوں کہ عالم ہے خواب کا؟

○

○

قربان ہوئے جس پہ کئی حافظ و جامی
وہ سرورِ کونین کی ہے شستہ کلامی

مخلوق کو خالق سے کیا جس نے شناسا
شایانِ نبوت ہے وہی ذاتِ گرامی

کس درجہ کشش ارضِ مدینہ میں ہے یارب
مضطر ہیں زیارت کے لیے عارف و عامی

جتنا بھی کرے ناز مقدر پہ وہ کم ہے
حاصل ہو جسے ہادیٔ عالم کی غلامی

جبریل بھی حیران ہے پروازِ بشر پر
سدرہ سے بھی پہنچے ہیں پرے حق کے پیامی

لب ہائے مبارک پہ رہی حِلم کی خُوشبو
کفّار نے کی گرچہ بہت تلخ کلامی

یہ نعتِ محمدؐ کا ہی فیضان ہے راسخ
اُبھری ہے ہنر بن کے مرے علم کی خامی

○

کوئی عیسیٰؑ، کوئی موسیٰؑ ہو سلیمانؑ کوئی
آپؐ سے بڑھ کے معزز نہیں انساں کوئی

طاعتِ حضرتِ سرکارِ دو عالم کے بغیر
ہو نہیں سکتا کبھی صاحبِ ایماں کوئی

بحرِ ذخّار کو کوزے میں سموئے کیونکر
کیسے تعریف لکھے اُنؐ کی سخنداں کوئی

قلبِ بیتاب کو محشر میں سکوں مِل جائے
اُنؐ کے دیدار کا ہو جائے جو ساماں کوئی

جو نہیں تابعِ احکامِ نبیؐ ——— کچھ بھی نہیں
والیٔ ملک ہو، منعم ہو کہ سلطاں کوئی

دِل میں ہے اُنؐ کی محبّت کا خزینہ ورنہ
اور تو مجھ میں نہیں وصف نمایاں کوئی،

ارضِ طیبہ میں پسِ مرگ ہو مدفن راسخ
ماسوا اس کے نہیں حسرت و ارماں کوئی

○

○

کندہ ہے نام دِل پہ رسولِؐ کریم کا
ضو ریز ہے چراغ رہِ مستقیم کا

ہر گلستاں نے پھول بچھائے ہیں راہ میں
شہرِ نبیؐ سے آیا ہے جھونکا نسیم کا

دیدِ حرم سے پہلے ہی اُڑنے لگے ہیں ہوش
اپنی کہوں کہ حوصلہ دیکھوں کلیمؑ کا

کیا پُوچھتے ہو حُسنِ عقیدت کی زینتیں
ذرّہ بھی آفتاب ہے اُنؐ کے حریم کا

آنکھیں تو گم ہیں روضۂ اطہر کی دید میں
لب پر ہے ذکر مالکِ عرشِ عظیم کا

طیبہ میں آگیا ہوں بگولوں پہ تیر کے
اک معجزہ ہے یہ مرے عزمِ صمیم کا

راسخ گراں ہے مجھ کو شمیمِ بہار بھی
شیدا ہوں میں حضورؐ کی طبعِ سلیم کا

○

○

لاکھ بہکاتے یہ الحاد زدہ دَور مجھے،
ارضِ طیبہ میں پہنچنا ہے بہر طور مجھے

چشمِ مشتاق ہو دیدارِ نبیؐ سے روشن
حشر کے روز نہیں کوئی طلب اور مجھے

جن کو حوروں کا تقدّس بھی کرے جھک کے سلام
یاد ہیں آج بھی حُجّاج کے وہ طَور مجھے

جب مَیں اُس وادیٔ فردوس میں کھوجاتا ہوں
بھول جاتے ہیں زمانے کے غم و جَور مجھے

میں کہ ذرّہ ہوں، مگر مہرِ عرب کا شیدا
انجم و ماہ بھی تکتے ہیں بصد غور مجھے

غار میں چاند کو میں بھی تو اُترتے دیکھوں
کاش آجائے نظر جلوہ گہِ ثور مجھے

منتظر بیٹھا ہوں اس موجِ ہوا کا راسخ
بابِ سرکار پہ لے جائے جو فی الفور مجھے

○

درِ حبیبِ خدا تک مری رسائی ہے
شہنشہی سے معزز مری گدائی ہے

وہ جن کی گردِ سفر کو نجوم بھی ترسیں
انہیں کو زیبِ زمانے کی رہنمائی ہے

ترے نثارِ غمِ مصطفےٰ ترے صدقے
غمِ جہاں سے رہائی مجھے دلائی ہے

وہ دن قیامِ مدینہ کے پھر سے یاد آئے
نفس نفس میں شمیمِ جناں سمائی ہے

فقط حضورؐ کی مدحت ہے آسرا میرا
عمل پہ ناز نہ کچھ زعمِ پارسائی ہے

انہیں کے حکم پہ سجدے قبول ہیں ورنہ
جبیں کا داغ بھی اک داغِ خودنمائی ہے

نہیں ہے عشقِ محمدؐ تو کچھ نہیں راسخ
بغیر اس کے عبادت بھی جگ ہنسائی ہے

○

آیا خیال میں جو سراپا حضورؐ کا
آنکھوں میں پھر گیا ہے ہیولا سا نُور کا

عرفانِ مُصطفےٰ سے تصوّر ہے بہرہ ور
پردہ زہے نصیب کہ اُٹھا شعور کا

سرمہ مری نظر کا بھی اُس کا جمال ہے
دامن جلا تھا جس کی تجلّی سے طُور کا

کنکر بھی دے رہے ہیں گواہی زبان سے
شاہد ہے ماہتاب بھی اُنؐ کے ظہُور کا

گم ہوں میں شہرِ ساقیٔ کوثر کے حُسن میں
عالم نہ پُوچھئے مِرے کیف و سرُور کا

یہ مرتبہ کہ سیّدِ کونین ہیں — مگر
دِل میں نہیں ہے شائبہ تک بھی غرُور کا

راسخ ممدِ فکرِ ثنائے رسولؐ ہے
محتاج میں نہیں ہُوں عرُوض و بحُور کا

گذر کے آئی ہے بادِ سحر مدینے سے
سنور رہا ہے تصوّر بڑے قرینے سے

مسافرانِ مدینہ کے خیر مقدم کو
اتر رہے ہیں فرشتے حرم کے زینے سے

یہ ناخدائے نبوّت کا معجزہ کہیے
کہ ہٹ کے گذرے ہیں طوفاں مرے سفینے سے

بیادِ روضۂ اطہر ہے شمعِ دل روشن
نگاہِ جاں ہے منوّر اِسی نگینے سے

پڑی تھی دُھول جو راہِ حجاز کی مجھ پہ
وہ غم بنا کے لگائی ہے میں نے سینے سے

درِ حضورؐ پہ پہنچوں، تو اُنؐ کی نذر کروں
چمک رہے ہیں جو پلکوں پہ آبگینے سے

اگر دیارِ محمدؐ میں موت آ جائے
ہزار درجہ ہے بہتر یہاں کے جینے سے

مری نظر کی ضیا ہے ہلالِ حج راسخ
مجھے ہے خاص لگاؤ کچھ اس مہینے سے

فرازِ ماہ سے گذرے زمیں سے گذرے ہیں،
رہا نظر میں مدینہ کہیں سے گذرے ہیں،

یہ احترام کہ قدسی بھی سرنگوں ہو کر
مرے حبیبؐ کے بابِ حسیں سے گذرے ہیں،

نقوشِ پا کی چمک سے یہ صاف ظاہر ہے،
کہ زائرینِ مدینہ یہیں سے گذرے ہیں

بسا کے ذہن و نظر میں حضورؐ کی گلیاں
ہزار بار بہشتِ بریں سے گذرے ہیں

فضلِ ربِّ کونین محمدؐ ہمیں بتا تو سہی
ہم اُنؐ کے دَر سے کہ خلدِ بریں سے گذرے ہیں؟

خوشا یہ عزمِ مصمّم کہ رہروانِ حرم
رہِ محن سے بھی خندہ جبیں سے گذرے ہیں

نسیم لائی ہے طیبہ سے پھر نویدِ سفر،
کہ بادِ خلد کے جھونکے قریں سے گذرے ہیں

بڑھی ہے اور بھی تاروں کی روشنی راسخ
رسولِؐ پاک جو چرخِ بریں سے گذرے ہیں،

○

○

شہرہ نہ کیوں ہو پیرِ حرم کے مقام کا
آخر وہ مقتدی ہے امامؑ الامام کا

نکلا ہے جو بھی لفظ زبانِ حضورؐ سے
لاریب ترجمہ ہے خدا کے کلام کا

گزرے ہیں انبیاء کے حواری بہت، مگر
رتبہ کِسے مِلا ہے صحابہ کرام کا

عاصی سہی میں پھر بھی ہوں جنّت کا مستحق
مدحت سرا ہوں حضرتِ خیرؐ الانام کا

بچھنے لگی ہے راہِ محمدؐ میں کہکشاں

جلوہ حسیں ہے صبح درخشاں سے شام کا

منسوب ہو کے ذاتِ رسولِ کریم سے

لفظ اور بھی بلند ہوا احترام کا

راسخ جو شعر و فن میں ہے مشہورِ روزگار

فیضانِ خاص ہے یہ محمدؐ کے نام کا

○

○

جمالِ روئے تمنا دکھائی دیتا ہے
نظر کے شیشے میں بطحا دکھائی دیتا ہے

کمالِ حسنِ تصور کی ہے یہ حد شاید
تمام گنبدِ خضریٰ دکھائی دیتا ہے

بہ اہتمامِ امامؐ الرسل، شبِ اسریٰ
فروغِ مسجدِ اقصیٰ دکھائی دیتا ہے

مہِ چہاردھم بھی نگاہِ شیدا کو
انہیںؐ کا پرتوِ زیبا دکھائی دیتا ہے

زہے اخوّتِ شہر نبیؐ کے نظارے
ہر ایک شخص شناسا دکھائی دیتا ہے

زمانہ گزرا ہے دیکھے، نگاہ میں اب تک
حرم کا عکس مصفّا دِکھائی دیتا ہے،

کجا حریم محمدؐ کجا دلِ راسخ
فدا ئے شہر یہ ذرّہ دکھائی دیتا ہے

○

قریبِ روضہ جو مجھ کو مقام مل جائے
تو بعدِ مرگ بھی عمرِ دوام مل جائے

خدا کرے کہ فرشتوں کو روزِ حشر کہیں
مرا بھی فردِ محبت میں نام مل جائے

پلک پلک پہ سجاؤں مسرتوں کے چراغ
اگر مدینے میں اذنِ قیام مل جائے

نہیں صبا کی خوشامد سے کچھ مجھے مطلب
غرض ہے آپ کو میرا سلام مل جائے

قدم قدم پہ تجسّس رہا ہے طیبہ میں
کہیں حضورؐ کا نقشِ خرام مِل جائے

میں جاں پہ کھیل کے پہنچا ہوں حوضِ کوثر پہ
مجھے بھی دستِ مبارک سے جام مِل جائے

نجات پاؤں گناہوں کی دھوپ سے راسخ
جو ظلّ دامنِ خیرؐ الانام مِل جائے

○

○

تسلیم و عجز پیار کا پہلا اصول ہے
اے نُطق با ادب کہ یہ نعتِ رسولؐ ہے

گھر گھر ہے جشنِ آمدِ محبوبِؐ کبریا
قریہ بہ قریہ رحمتِ حق کا نزول ہے

کوثر کے ایک جامِ سکوں بخش کے طفیل
مجھ کو غمِ حیات کی تلخی قبول ہے

ہو آرزو تو اُنؐ کی زیارت کی آرزو،
اس کے سوا ہر ایک تمنّا فضول ہے

محوِ سفر ہوں جانبِ طیبہ نہ ہے نصیب
اِس راہ میں جو خار بھی آئے وہ پھُول ہے

کیسے نفی ہو چاند کے ہالے کی اے ندیم
سائے کی بحث منطقِ واعظ کی بھُول ہے

راسخ متاعِ عالمِ فانی کا ذکر کیا
خلدِ بریں بھی پائے محمدؐ کی دھُول ہے

○

○

مرسلینِ خدا کا امام آگیا
بزمِ امکاں میں خیرالانام آگیا

جگمگایا جہاں ظلمتیں چھٹ گئیں،
اوجِ گردوں پہ ماہِ تمام آگیا

احمدِ مجتبیٰ، خاتم الانبیاؑ
لے کے بخشش کا فرمانِ عام آگیا

جس کے در پر جھکیں شہر یارِ فلک سر
وہ شہنشاہِ عالی مقام آگیا،

اُنؐ کی چشمِ کرم کا اشارہ ہوا
آبِ کوثر کا گردش میں جام آگیا

اس کو دُنیا ملی اس کو عُقبیٰ ملی ،
جس کا اُنؐ کے غلاموں میں نام آگیا

آیا محشر میں جب راسخ خوش بیاں
سب پکارے نبیؐ کا غُلام آگیا

○

○

راہ کی گرد سے تاروں نے ضیا پائی ہے
منزلِ عرش تہہِ پائے نبیؐ آئی ہے

آپؐ کا ذکر ہے تزئینِ بیاں کا موجب
آپؐ کے نام سے تحریر میں رعنائی ہے

بزمِ امکاں میں وہی زینتِ محفل ٹھہرے
حُسن خود حُسنِ محمدؐ کا تمنائی ہے

حاصلِ شعر ہے توصیفِ رسولِؐ اکرم
ماسوا اس کے فقط قافیہ پیمائی ہے

جس جگہ پائے محمدؐ کے نشاں ملتے ہیں
اے خوشا میں نے بھی اس در سے ضیا پائی ہے

عشقِ سرورؐ میں مرے دل کی جسارت دیکھیں
ایک ذرّہ ہے جو خورشید کا شیدائی ہے

ہم پہ کھولا ہے شبِ اسریٰ نے عقدہ یہ راسخ
عرشِ اعظم پہ بھی انساں کی پذیرائی ہے

○

سوزِ الفت سے جو خالی ہو ترانہ کیا ہے
عشقِ احمدؐ سے تہی زہدِ شبانہ کیا ہے

ہم گدایانِ محمدؐ کی عطا کے آگے
جامِ جم ، تاج کئی تختِ شہانہ کیا ہے

حکم ہو اُنؐ کا اگر جاں بھی نچھاور کردوں
اُنؐ کی الفت کے عوض مال و خزانہ کیا ہے

وجہِ تکوینِ دو عالم ہیں رسولِ اکرمؐ
ماسوا آپؐ کے مقصودِ زمانہ کیا ہے

حسنِ عالم کو ہے کیا حسنِ نبیؐ سے نسبت
اک حقیقت کے مقابل میں فسانہ کیا ہے

بابِ محمودؐ سے پہنچے ہیں سرِ عرش بریں،
ذاتِ اقدسؐ کی بلندی کا ٹھکانہ کیا ہے

بے عمل ہو کے ثنا خوانِ نبیؐ ہوں راسخ
میری بخشش کا بجز اس کے بہانہ کیا ہے

○

اسوۂ حق کردارِ محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم
حکمِ خدا گفتارِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ارض و سما پر کیف ہے طاری علم و سخا کا فیض ہے جاری
وا ہے درِ دربارِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ڈوب گئے عرفانِ خودی میں سیکھ گئے آدابِ تصوف
جن پہ کھلے اسرارِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

آنکھ کا تِل فاران کی وادی باغ مدینہ جنتِ ارضی
جلوہ گہہِ انوارِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

لاکھ سہیں اعدا کی جفائیں، وردِ زباں ہیں پھر بھی دعائیں
جانِ وفا ایثارِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

طاعتِ احمد روحِ عبادت، عشقِ پیمبر قلب کی راحت
خلدِ نظر دیدارِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

زین خدا کی یہ بھی ہے راسخ یوسف جیسے بکیں پیمبر
مفت سرِ بازارِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

○

کیسے رقم قصیدہ ہو اُنؐ کے خصال کا
مِدحت سرا خُدا بھی ہے جن کے کمال کا

آغاز کر رہا ہوں خُدا کے کلام سے
خدشہ نہیں مجھے کوئی اپنے مآل کا

گلہائے نعت بھی نہ سمائے بقدرِ فکر
کس درجہ تنگ ہے مرا دامن خیال کا

کافی مجھے خُدا و محمدؐ کا نام ہے
طالب نہیں میں عالمِ فانی کے مال کا

گردش میں جلنے کب سے ہیں مہر و مہ و نجوم
ثانی نہ پا سکے کوئی اُنؐ کے جمال کا

اپنا جواب آپ ہی بن کر وہؐ آ گئے
تشنہ رہا نہ کوئی بھی پہلو سوال کا

پیشِ حضورؐ حشر میں راسخ کو لے چلو
ارماں ہے مدتوں سے اُسے عرضِ حال کا

○

نہ ہے نصیب ہے روشن نظر بھی سینہ بھی
بسا ہے آنکھ میں مکہ بھی اور مدینہ بھی

جو اک جھلک سے سحابِ کرم کو برسا دے
مری مژہ میں چھپا ہے وہ آبگینہ بھی

اُٹھے نہ ہاتھ معاصی کی شرم سے، ورنہ
مجھے دُعا کا سلیقہ بھی ہے قرینہ بھی

اِدھر بھی چشمِ کرم ہو کہ رحمتِ باری
گھِرا ہے غم کے بھنور میں مرا سفینہ بھی

خوشا طہارتِ مُرسلؐ کا یہ عروج و کمال
مہک رہا ہے گلوں کی طرح پسینہ بھی

وہی ہے بُوئے اخوّت وہی نسیم بہار
نہیں ہے گلشنِ جنّت سے کم مدینہ بھی

حرم کی اب بھی زیارت نہ ہو سکی راسخ
کٹا ہے دید کی حسرت میں یہ مہینہ بھی

○

○

تکوینِ کائنات کا عنواں کہیں اُنہیںؑ
معراجِ حسنِ محفلِ امکاں کہیں اُنہیںؑ

نوعِ بشر ہے جن کے تعلّق سے سربلند
برحق یہی ہے عظمتِ انساں کہیں اُنہیںؑ

کرتے ہیں فخر جن کی غلامی پہ تاجدار
سُلطاں کہیں کہ سطوتِ شاہاں کہیں اُنہیںؑ

کمتر ہے یہ مثال بھی لیکن نہ جانے کیوں
جی چاہتا ہے مہرِ درخشاں کہیں اُنہیںؑ

بندے ہوتے ہیں جن کی بدولت خدا شناس
رمز آشنائے خلوتِ عرفاں کہیں اُنہیں

بچھتے ہیں جن کے پاؤں میں گُل مثلِ کہکشاں
تزئینِ خُلد، جانِ بہاراں کہیں اُنہیں

راسخ جب اقتدائے محمدؐ ہے دین اصل
کیونکر نہ روحِ حاصلِ ایماں کہیں اُنہیں

حرصِ دُنیا ہے کہ قاروں کا خزینہ چاہے
فقرِ درویش، محمدؐ کا مدینہ چاہے

چشمِ مشتاق ارم زارِ تمنّا ڈھونڈے
جذبِ دِل رفعتِ انوار کا زینہ چاہے

اور مانگے بھی تو کیا بابِ خُدا سے ملنگے
اور کیا چاہے جِسے شاہِؐ مدینہ چاہے

میں بھی اُسؐ کا مری جاں بھی امانت اُسؐ کی
خونِ دِل نذر کروں گر وہؐ پسینہ چاہے

غم کے اظہار کی خواہش تو بجا ہے لیکن
عرضِ احوال تکلّم کا قرینہ چاہیے

دل وہی دل ہے جو بطحا کی تمنّا رکھے
آنکھ وہ آنکھ ہے جو دیدِ مدینہ چاہے

ہجرِ طیبہ میں نہیں خوں بھی جگر میں راسخ
جوشِ گریہ ہے کہ ساون کا مہینہ چاہے

○

دل ہے وارفتۂ سرکارِ رسولِ عربی
آنکھ ہے تشنۂ دیدار رسولِ عربی

دھوپ ہے غم کی اگر تیز تو خدشہ کیا ہے
سر پہ ہے سایۂ دیوارِ رسولِ عربی

لائقِ دید ہے گلہائے مدینہ کی بہار
رشکِ جنّت ہے چمن زارِ رسولِ عربی

رفعتِ انجم و مہتاب بھی ہے زیرِ قدم
اے خوشا جودتِ رہوارِ رسولِ عربی

باغِ طیبہ کی مہک میری طرف بھی آئے
اے صبا میں بھی ہوں بیمارِ رسولِؐ عربی

حور و غلماں کی نہیں مجھ کو تمنّا ہرگز
عشق میرا ہے طلبگارِ رسولِؐ عربی

جانِ ناچیز بھی صدقے میں گذاروں سامنے
اب کے دیکھوں جو میں دربارِ رسولِؐ عربی

○

○

شامِ ازل کی صبحِ فروزاں تمہیں تو ہو
میرے جہاں کے مہرِ درخشاں تمہیں تو ہو

وابستہ تم سے غایتِ تکوینِ دو جہاں
معمورۂ الست کے عنواں تمہیں تو ہو

شاہوں سے بڑھ کے جس کے غلاموں کا ہے مقام
اقلیمِ زندگی کے وہ سلطاں تمہیں تو ہو

ہر پھول میں تمہارے تبسّم کا عکس ہے
باغِ ارم کی صبحِ بہاراں تمہیں تو ہو

جس کی شگفتگی پہ بہاروں کو ناز ہے
خلدِ بریں کے وہ گُلِ خنداں تُمہیں تو ہو

خوشنودیٔ خُدا بھی تمہاری رضا میں ہے
دارالعمل میں حاصلِ ایماں تُمہیں تو ہو

راسخ ہے فرطِ دردِ جدائی سے مضطرب
اس غمزدہ کے درد کا درماں تُمہیں تو ہو

○

فضائے دہر مکدّر تھی آپؐ سے پہلے
حیات موت سے بدتر تھی آپؐ سے پہلے

بنامِ عجز و عبادت ہر اک بشر کی "انا"
ہلاکِ تیشۂ آذر تھی آپؐ سے پہلے

فصیلِ معبدِ باطل بہ شکلِ لات و ہبل
نگاہِ کفر کا محور تھی آپؐ سے پہلے

مہک رہی ہیں فضائیں جو باغ طیبہ میں
اُنہیں پہ یورشِ صرصر تھی آپؐ سے پہلے

بنی ورُودِ مبارکؐ سے جنّتِ ارضی
وہی زمین جو بنجر تھی آپؐ سے پہلے

زبانِ اہلِ سخن بھی بڑی عقیدت سے
بتانِ زر کی ثنا گر تھی آپؐ سے پہلے

برہنہ سر تھیں قبائل کی عزّتیں راسخ
دریدہ حسن کی چادر تھی آپؐ سے پہلے'

○

صریرِ خامہ

ناز و نیاز

میرے آقا نے یاد فرمایا
مجھ کو بطحا سے پھر پیام آیا

جانے ارض و سما کے مالک کو
عیب میرا ہے کون سا بھایا

یہ فروغِ نصیب کیا کہیے
ماہ و انجم کا ہوں میں ہمسایا

حرصِ دُنیا نے راستے روکے
فقر بختِ رسا کے کام آیا

دھوپ گرچہ کڑی ہے راہوں کو
اَبرِ رحمت کا مجھ پہ ہے سایا

میرے بازو کا بَل رہے قائم
ساتھ میرے ہے میرا ماں جایا

وہ بھی ہستی ہے ہم سفر میری
جس کی اُلفت ہے میرا سرمایا

اَے رفیقو، مرے بھی خواہو
تم نے برسوں ہے میرا غم کھایا

یہ کرم بھی تمہارا کیا کم ہے
مجھ سے احمد کو تم نے اپنایا

میری الفت پہ تم نے ناز کیا
میں تمہاری وفا پہ اِترایا

میری آنکھیں ہوئیں اگر پُرنم
دِل تمہارا بھی ساتھ بھر آیا

جرم وعصیاں سرشت ہے میری
میں ہوں حوّا کی کوکھ کا جایا

جو ہوا سو معاف کر دینا
میں تمہارا ہوں یارب بے مایا

جا رہا ہوں مَیں جانبِ بطحا
"پھر ملیں گے اگر خدا لایا"

○

شبِ معراج

شافعِ حشر ہیں مہمانِ خدا آج کی رات
سج گیا عرشِ بریں صلِّ علیٰ آج کی رات

حجلۂ شامِ حسیں مثلِ سحر ہے روشن
غیرتِ مہر ہے انجم کی ضیا آج کی رات

بوئے فرحت سے معطّر ہے مشامِ ہستی
بابِ فردوس سے آئی ہے ہوا آج کی رات

کہکشاں بن کے تھے ہاں پائے رسولِ اکرم
بچھ گئی راہ میں تاروں کی ردا آج کی رات

ذکرِ مُرغانِ گلستاں تو نئی بات نہیں
نَو بہ نَو پھول بھی ہیں نغمہ سرا آج کی رات

ذرّۂ خاک بھی تاباں ہے ثریّا کی طرح
ایک سانچے میں ڈھلے ارض و سما آج کی رات

یہ بھی اعجاز ہے معراج کی شب کا راسخ
عرش پیما ہے مری طبعِ رسا آج کی رات

○

رمضان المبارک

سر بھی نگوں ہے روح بھی محوِ سجود ہے
طغیانیوں پہ رحمتِ ربِ ودود ہے

ذرّے بھی کر رہے ہیں ستاروں سے ہمسری
نورِ مہِ صیام کا ہر سو ورود ہے

دیدِ ہلالِ نو سے زمانہ ہے شادکام
اور شیطنت کے خون پہ طاری جمود ہے

حلقہ بگوشِ دینِ محمدؐ ہیں بامراد
ابلیسِ نابکار رہینِ قیود ہے

مومن کے یہ مشاغلِ ارفع خوشا نصیب
روزہ ہے دن کو شب کو قیام و قعود ہے

تشریح ہے یہ آیۂ ھُمْ یُنْفِقُوْنَ کی
عقدہ کشا بنامِ خدا دستِ جُود ہے

اہلِ ورع ہیں سایۂ انجم میں سجدہ ریز
حرصِ صلہ نہ خواہشِ نام و نمود ہے

بارِ گناہ سر سے اُتارا ہے زُہد نے
کتنا بفضلِ ایزدی ہلکا وجود ہے

دربارِ حق میں راسخ عاصی ہے سر بہ خم
آنکھوں میں اشک لب پہ سلام و دُرود ہے

حضرت شاہ فیصلؒ کی آمد پر

اللہ اللہ یہ نظارے خیر مقدم کے لیے
بچھ رہے ہیں چاند تارے خیر مقدم کے لیے

فصلِ گُل سے سُن کے اِک مہماں کے آنے کی خبر
کِھل اُٹھے ہیں پھول سارے خیر مقدم کے لیے

سبزۂ نوخیز کی صُورت پڑے ہیں راہ میں
یہ مناظر پیارے پیارے خیر مقدم کے لیے

حُسنِ قسمت ہے کہ آئے ہیں حرم کے پاسبانؒ
جھک گئے ہیں سر ہمارے خیر مقدم کے لیے

کشتیٔ ملت کی خوش بختی کا عالم دیکھیے
آئے ہیں بڑھ کر کنارے خیر مقدم کے لیے

دلِ ازل سے ہو چکا ہے نذرِ سلطانِ حجاز
جان حاضر ہے تمہارے خیر مقدم کے لیے

مشکلوں کی لاکھ دیواروں کو راسخ پھاند کر
ہم بھی آ پہنچے ہیں بارے خیر مقدم کے لیے

○

حرم کے جلوے

لاریب خوشنما ہیں باغِ ارم کے جلوے
اس سے کہیں حسیں ہیں بیت الحرم کے جلوے

قدسی بھی اُس بشر کی تعظیم پہ ہیں نازاں
دیکھے ہیں جس نے شہرِ شاہِ امم کے جلوے

زمزم میں دُھل کے کیسے نکھرے ہیں مثلِ انجم
نورِ عرب کے جلوے حسنِ عجم کے جلوے

بطحا میں جن سے خیرہ چشمِ طلب ہوئی تھی
وہ حرزِ جاں بنے ہیں دو چار دم کے جلوے

ارضِ منیٰ میں وہ بھی مٹی پہ لوٹتے ہیں
جن کا غبارہ پا ہیں دربارِ جم کے جلوے

لاکھوں سلام اُنؑ پر لاکھوں درود اُنؑ پر
جانِ نظر ہیں جن کے نقشِ قدم کے جلوے

دراصل یہ بھی راسخؔ کعبے کی ہے کرامت
ہمدوشِ کہکشاں ہیں میرے قلم کے جلوے

○

ملنے کا پتہ:۔ احسان اکادمی، شیخ بلڈنگ، رائل پارک، لاہور